وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

یہ رسالہ معہ براہین ولوامع تصنیفات سے جامع معقول و منقول حاوی
فروع واصول کشاف دقایق الٰہی حلال رموز نامتناہی عالم یگانہ فاضل
زمانہ قابل دہر علامہ عصر عالیجناب فیضمآب مولانا مولوی زاہد حسین صاحب
ادام اللہ ظلال اجلالہ علی مفارق المعتقدین

المسمّٰی بہ

تنقیح الکلام فی منع القراءۃ خلف الامام

برای نفع خاص و عام بہ دستخط و باہتمام کمترین ایاز محمد جمال الدین اعجاز

در مطبع فردوسی مدراس طبع پوشید
سنہ ۱۳۰۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای احد قدیم وای صمد واجب التعظیم ولازم التکریم وای معروف بفضل وعطا
وای موصوف بصفت احد وای مکون اکوان بکاف ونون کن فیکون وای موجود بی علت
وای معبود ہر ملت وای منور ظلمات قوالب وای مصور ہیأت مطالب وای خالق نار ونور
وای رازق مار ومور وای کشایندۂ ابواب رحمت وای نمایندۂ اسباب مغفرت ونفائس
صلوات طیبات وشرائف تحیات زاکیات نثار مرقد منور ومشہد معطر حضرت خاتم رسل
ہادی سبل خاتم ختم نبوت گوہر شمع رسالت معدن ارباب سعادت ماحی اہل شقاوت حضرت
سید المرسلین وخاتم النبیین وشفیع المذنبین وامام المتقین ماہ فلک سیادت خورشید سپہر
سعادت سید السادات وسند السعادات صدر کائنات بدر موجودات خواجہ کونین رسول
الثقلین ہادی دارین امام الحرمین الشریفین جد الحسنین ندیم خلوتگاہ قاب قوسین علیہ
افضل الصلوات واکمل التحیات وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ الماجدین اجمعین ۔
اما بعد بندۂ خالق کونین عاصی زاہد حسین عفا اللہ عنہ خدمات بابرکات جمیع

مومنین معتقدین کے التماس کرتا ہے کہ درین آوان فاسد وزمان کاسد بلدۂ ترچناپلی مین مولوی سید نظام الدین صاحب فخری کی تشریف آوری ہوی اور اوسنے مطابق اپنے لا مذہبی کے چند مسایل وخصایل تشہیر کئے۔ اتفاقاً یہہ بندہ ہیچمدان بہی بلدۂ مذکور مین وارد ہوا مومنین معتقدین کہنے لگے کہ طالع ما زاہد ہوا الغرض چند روز کے بعد مولوی صاحب مذکور نے چند سوالات اس بندے کے نام پر ارسال فرماے وے سوالات مع جوابات یہہ ہین۔

سوال اول

قولہ سوال اول دلایل شرعیہ باتفاق ایمہ اربعہ کتنے ہین۔ **اقول جواب** یہہ سوال خارج از مبحث ہے جواب دینے کی کچھہ ضرورت نہین باین بحکم آیۂ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ متوجہ جواب ہوتا ہون۔ کیا حضرت آپنے نور الانوار کو فراموش فرمایا۔ سنئے دلایل شرعیہ باتفاق ایمہ رحمہم اللہ تعالیٰ چار ہین مگر روافض ومعتزلہ وخوارج ووہابیہ خذلہم اللہ منکر ہین جیسا کہ نور الانوار مین ہے وانما قال ہذا لان بعض الناس ینکرون القیاس حجۃ الخ۔

سوال دوم

قولہ سوال دوم نص قرآن مجید اور حدیث صحیح صریح غیر منسوخ ملنے کے عالم مین ضرورت اجماع وقیاس کی ہے کہ نہین۔ **اقول جواب** معلوم نہین غرض انکا اس سوال سے کیا ہی شاید نص قرآن وحدیث صحیح سید انس وجان کو کتب متداولہ مین مطالعہ فرما کے اسکے مطابق اپنے پیروان عوام اہل بدعت کو حکم کرنا چاہتے ہین یہہ تو نہ آپ کو جایز ہی نہ آپ کے پیروان مذہب کو باقی رہا کتاب وسنت کے ہوتے پر اجماع وقیاس کی ضرورت ہو یا نہو۔ یہہ بحث باب اجتہاد سے تعلق رکہتا ہی آپ اصول فقہ کو ملاحظہ فرماے شک دفع ہوجایگا۔

سوال سوم

قولہ سوال سوم کیا اجماع وقیاس باقسامہما معارض یا رافع نص قرآنی وحدیث صحیح کے ہوسکتے ہین۔ **اقول جواب** نزدیک جمہور کے نہین ہوسکتے۔

سوال چہارم

قولہ سوال چہارم واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا منع قراءت سورۂ فاتحہ خلف الامام

مطلقاً دلیل ہو سکتی ہے یا نہین - **اقول جواب** واذا قرئ القرآن مین قرءہ فقط
ہمزہ سے آپنے تحریر فرمایا ہے صحیح نہین صحیح اسطرح پر ہے کہ ہمزہ کے نیچے حرف ی لکھنے
پر آیت شریف منع قرأت خلف الامام کے لئے دلیل بین ہے اور وہ جو آپنا تحریر فرمائی ہے

قولہ یا اور کوئی آیت اسکی معارض ہے جس سے ہر دو آیت کا حکم ساقط ہو جاکے رجوع حدیث
صحیح صریح کے طرف ضرور ہے **اقول جواب** ان ہر دو آیت مین کچھہ تعارض نہین سمجھہ کی
غلطی ہے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + کیونکہ آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن
سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ مقتدی بہی قرآن پڑہے اور آیت واذا قرئ القرآن چہتی ہے کہ مقتدی
خاموش رہے اور یہ بہی قاعدہ مسلمہ ہے کہ ہر دو مین تطبیق دیوین کیونکہ وہ دونو کلام جناب
باری ہے اور ما سوای اسکے حسب حکم حضور پرنور حدیث شریف کے طرف رجوع ہوا تو سرور
انبیا سر دفتر اصفیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے من صلی خلف الامام فقرأۃ الامام
لہ قرأۃ ارشاد پایا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑہنا امام کا قرآن بعینہ پڑہنا مقتدی
کا ہی یعنے جو کوئی نماز پڑہے پیچہے امام کے اور نہ پڑہے قرآن کو تو ہوگا عمل کرنے والا ساتھہ
حدیث من صلی خلف الامام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ کے پس بحکم آیۃ واذا قرئ القرآن
خاموش بہی ہے اور آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی تعمیل بہی کر رہا ہی اور آپ سوال
کرتے ہین سورہ فاتحہ امام کے پیچہے نہ پڑہنے پر کتنے دلایل ہین - مرحبا کیا علم و لیاقت آپکی ہے
آپکو تو دعوی مجتہد عصر ہونیکا ہی پہر دلایل عدم جواز قرأت خلف الامام سب کتنے ہین کر کے
ہمسے سوال کرنا بہت تعجب کی بات ہی آپنے حنفی المذہب کے تمامی دلایل سیکہنے کے لئے اچھا حیلہ
نکالا ہی ع آفرین باد برین حیلہ و تزویر جدید + خیر ہمارے امام الائمہ کے دلایل کثیرین
انمیسے چند آپکی تنبیہ کے لئے حوالۂ قلم کرتا ہون دیکھہ لیجئے +

جواب

جواب

دلیل اول

دلیل اول فرمایا امام مالک رح نے اپنے موطا مین عن ابن شہاب عن ابن اکیمۃ اللیثی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوٰۃ جہر فیہا بالقرأۃ فقال ھل قرأ معی منکم احد آنفاً فقال رجل نعم یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی اقول مالی انازع القرآن فانتھی الناس عن القرأۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما جہر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالقرأۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا اسکو امام محمد رح اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور طحاوی وغیرہم نے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوے اس نماز سے کہ جہر کیے گئی اسمین قراءت پس فرمایا کہ کیا پڑہا ہی ساتھہ میرے تم مین سے کسینے ابہی پس کہا ایک شخص نے کہ ہان مین نے پڑہا ہے یا رسول اللہ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بلاشبہ مین کہتا ہون کہ کیا ہوا مجکو کہ منازعہ کرتے ہین مجکو قرآن مین پس باز رہے لوگ پڑہنے سے ساتہہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نماز مین کہ جہر کرتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتہہ قراءت کے جسوقت کہ سنا انہون نے یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

دلیل دوم

دلیل دوم روایت ہے ابی ہریرہ رض سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور ابوداؤد اور مسلم نے یعنے سوای اسکے نہین کہ مقرر کیا گیا ہی امام تاکہ اقتدا کیا جاوے ساتہہ اسکے پس جسوقت کہ تکبیر کہے پس تکبیر کہو اور جسوقت کہ پڑہے پس چپ رہو

دلیل سوم

دلیل سوم روایت ہے عمران بن حصین سے کہ کہا اوسنے ولی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃ الظہر او العصر فقال ایکم قرأ خلفی بسبح اسم ربک الاعلی

فقال رجل انا ولم ارد بها الا الخیر قال قد علمت ان بعضکم خالجنیھا روایت کی مسلم اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ نے یعنے نماز پڑہائی ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی یا عصر کی پس فرمایا کہ کسنے پڑہا پیچہے میرے سبح اسم ربک الاعلی پس کہا ایک شخص نے کہ مین نے پڑہا تہا اور نہین ارادہ کیا مین نے ساتہہ اسکے مگر بہلائی کا فرمایا کہ تحقیق جانا مین نے کہ تحقیق بعض تمہارے نے خلجان ڈالا نماز مین میرے۔ دلیل چہارم اور روایت ہے عمران بن حصین سے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی الظہر فجعل رجل یقرأ خلفہ بسبح اسم ربک الاعلی الذی فلما انصرف قال ایکم القاری قال رجل انا فقال قد ظننت ان بعضکم خالجنیھا روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداود اور نسائی اور طحاوی نے یعنے تحقیق کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہی ظہر کی پس شروع کیا ایک شخص نے پیچہے انکے قرأت سبح اسم ربک الاعلی پس جبکہ فارغ ہوئے فرمایا کون تمسے قرأت کرنیوالا تہا۔ کہا ایک نے کہ مین نے پڑہا تہا پس فرمایا کہ تحقیق گمان کیا مین نے کہ تحقیق بعض تمہارے نے خلجان ڈالا میری نماز مین دلیل پنجم صحیح مسلم مین قتادہ رض سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی الظہر وقال قد علمت ان بعضکم خالجنیھا یعنے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی ظہر کی اور فرمایا کہ تحقیق معلوم کیا مین نے بیشک کہ بعض نے تمہارے سے خلجان ڈالا نماز مین میرے۔ اور طرفہ عجیب اور لطیفہ غریب تو یہ ہے کہ صحیح مسلم مین بغیر انکے تینون حدیث شریف کے سوای کوی ایک حدیث باب القرأۃ خلف الامام مین نہین ہے اور ان تینون روایات سے صاف ظاہر ہے کہ نماز سریہ مین قرأۃ خلف الامام درست نہین کیونکہ وہ نماز ظہر یا عصر کی تہی۔ دلیل ششم اور روایت صحیح مسلم کے باب سجود القرآن مین عطا بن یسار انہ اخبرہ انہ سال زید بن ثابت عن القرأۃ مع الامام فقال

دلیل چہارم

دلیل پنجم

دلیل ششم

لا قراءۃ مع الامام فی شیٔ الخ جب سوال کیا اوسنے زید بن ثابت سے قرأۃ پڑھنے ساتھہ امام کے پس کہا زید بن ثابت نے نہین ہے قرأت ساتھہ امام کے الخ دلیل ہفتم

اور روایت ہے جابر بن عبد اللہ سے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کان له امام فقرأۃ الامام له قرأۃ روایت کیا اسکو طحاوی نے ساتھہ اسناد متعددہ کے اور روایت کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے مصنف اپنے مین اوپر شرط مسلم کے اور روایت کیا اسکو احمد بن منیع نے اپنی مسندین اوپر شرط شیخین کے اور ابن ماجہ نے بہی اوسکو روایت کیا ہے

دلیل ہشتم فرمایا امام محمد رح نے اپنی موطا مین اخبرنی ابو حنیفه قال اخبرنا ابو الحسن موسی بن ابی عایشہ عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال من صلی خلف الامام فقرأۃ الامام له قرأۃ پس یہہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے یعنے روایت کرتے ہین جابر بن عبد اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تحقیق کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جسنے نماز پڑہی پیچھے امام کے پس قرأۃ امام کی قرأۃ مقتدی کی ہی دلیل نہم

اور روایت کی امام محمد رح نے اپنے موطا مین اخبرنا اسرائیل بن یونس قال حدثنی موسی بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد قال ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الناس فی العصر فقرأ رجل خلفه فغمزه الذی یلیه فلما ان صلی قال لم غمزتنی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدامک فکرهت ان تقرأ خلفه فسمعه النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کان له امام فان قرأۃ الامام له قرأۃ روایت کیا اسکو جابر بن عبد اللہ سے حاکم اور طحاوی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو حنیفه رحمہم اللہ نے یعنے امامت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کیلئے عصر مین پس پڑہا ایک شخص نے پیچھے آپکے پس ٹہوکا اسکو اوس شخص نے کہ قریب اسکے تہا پس جبکہ

نماز پڑھ چکا اسنے کہا کہ کیون تہو کا تونے مجکو کہا اوسنے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
امامت کر رہے تھے تیری اور مکروہ جانا مین نے کہ پڑہے تو پیچھے انکے پس سنا اسکو نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے لیئے ہو امام پس تحقیق قراۃ امام کی اسکے لیئے قراۃ ہے

دلیل دہم

دلیل دہم موطاء امام مالک رح مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی انہ کان
اذا سئل ہل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام فحسبہ قراۃ
الامام و کان ابن عمر رض لا یقرأ مع الامام یعنے روایت ہی عبد اللہ ابن عمر رض سے
جب سوال کیئے گئے کیا پڑہے کوئی ایک ساتہ امام کے فرمایا جب نماز پڑہے کوئی ساتہ امام کے
پس بس ہے اوسکو پڑہنا امام کا اور نہین پڑہتے تہے ابن عمر رض ساتہ امام کے دلیل یازدہم

دلیل یازدہم

اور اوسی موطا مین جابر رض سے روایت ہے انہ قال من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن
فلم یصل الا وراء الامام اس روایت کو ترمذی نے اپنے جامع مین لکہا ہی اور کہا ہذا حدیث
حسن صحیح یعنے جسنے پڑہی ایک رکعت اور نہین پڑہا بیچ اوسکے سورۂ فاتحہ پس نہین نماز پڑہی
مگر پیچھے امام کے دلیل دوازدہم ابن ماجہ مین ابی ہریرہ رض سے مروی ہی قال سمعت

دلیل دوازدہم

ابا ہریرۃ رض یقول صلی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باصحابہ صلوۃ نظن
انہا الصبح فقال ہل قرأ منکم من احد قال رجل انا قال انی اقول ما لی انازع
القرآن یعنے کہا ایکنے فرمایا ابو ہریرہ رض نے نماز پڑہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنے اصحاب کے ساتہ ظن کرتے ہین ہم وہ نماز صبح کی تہی پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کیا پڑہا تمہارے سے کسینے کہا ایک شخص نے کہ مین نے پڑہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہوا مجکو منازع ہوتا ہی قرآن دلیل سیزدہم ابن ماجہ ابو ہریرہ رض

دلیل سیزدہم

سے اور ابی موسی الاشعری سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اذا قرأ فانصتوا الخ یعنے ابو موسیٰ الاشعری سے مروی ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جو وقت پڑہے امام پس چپ رہو تم الخ **دلیل چہاردہم** روایت ہی عبد اللہ
بن مقسم سے انہ سُل عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ فقالوا
لا تقرأ خلف الامام فی شئی من الصلوٰۃ روایت کیا طحاوی نے یعنے روایت ہے
عبد اللہ بن مقسم سے تحقیق کہ اوسنے سوال کیا عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ
سے پس فرمایا وے تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے مت پڑھہ تو پیچھے امام کے نماز ونمین کوئی چیز
دلیل پانزدہم روایت ہے ابراہیم نخعی سے ان عبد اللہ ابن مسعود لم یقرأ خلف
الامام لا فی رکعتین الاولیین ولا فی غیرہما یعنے روایت کی ابراہیم نخعی نے تحقیق کہ
عبد اللہ بن مسعود نہین پڑہتے پیچھے امام کے نہ رکعتین اولین مین اور نہ غیران دو مین روایت
کی ابو حنیفہ رح نے **دلیل شانزدہم** اور روایت ہے علقمہ بن قیس سے ان عبد اللہ
ابن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام لا فیما یجہر فیہ ولا فیما
یخافت فیہ لا فی الاولیین ولا فی الاخریین تحقیق کہ عبد اللہ بن مسعود نہین پڑہتے تہے
پیچھے امام کے نہ نماز جہریہ مین نہ نماز سریہ مین نہ اول کے دو رکعت مین نہ آخر کے دو رکعت مین
روایت کیا اوسکو امام محمد رح نے موطا مین **دلیل ہفدہم** اور روایت ہی ابو حمزہ سے
کہ کہا اسنے قلت لابن عباس اقرأ والامام بین یدی فقال لا۔ کہا مین نے
ابن عباس سے پڑہون مین اور امام روبرو میرے ہے پس فرمایا مت پڑھہ پیچھے امام کے
روایت کیا اوسکو طحاوی نے **دلیل ہژدہم** اور روایت ہے ابی درداء سے انہ قال
اریٰ ان الامام اذا ام القوم فقد کفٰہم فرمایا ابی دردا نے تحقیق کہ امام جب
امامت کرے قوم کی پس کافی ہے قرات امام کی اوس قوم کو روایت کیا اسکو

دلیل چہاردہم
دلیل پانزدہم
دلیل شانزدہم
دلیل ہفدہم
دلیل ہژدہم

طحاوی اور نسائی نے **دلیل نوزدہم** روایت ہی علی کرم اللہ وجہہ سے انہ قال
من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرۃ یعنے فرمایا علی کرم اللہ وجہہ نے جسنے پڑہا پیچھے
امام کے پس نہین وہ طریقۂ مستقیم پر روایت کیا اسکو طحاوی نے **دلیل بستم** اور روایت
ہی علی کرم اللہ وجہہ سے انہ قال من قرأ خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ یعنے فرمایا
علی رضی اللہ عنہ نے جسنے پڑہا پیچھے امام کے پس تحقیق کہ اوسنے خطا کی طریقہ سنت کی روایت کیا
اوسکو ابی بکر ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے **دلیل بست و یکم** روایت ہی سعد بن ابی
وقاص سے انہ قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ فرمایا
سعد بن ابی وقاص نے دوست رکہتا ہون انگارے بہر دیے کو منہ مین امام کے پیچھے پڑہنے
سے روایت کیا امام محمد رح اور ابو بکر بن ابی شیبہ و عبد الرزاق نے **دلیل بست و دوم**
اور روایت ہے علقمہ سے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے لیت الذی یقرأ خلف
الامام ملئ فوہ ترابا کاشکے مین بہر دون مٹی منہ مین اوس شخص کے جو پڑہتا ہے
پیچھے امام کے۔ روایت کیا اسکو طحاوی نے۔ **دلیل بست و سوم** اور روایت ہے
محمد بن عجلان سے ان عمر ابن الخطاب قال فی فمہ الذی یقرأ خلف الامام حجرا
تحقیق کہ فرمایا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جو کہ پڑہتا ہے پیچھے امام کے بہر دیا منہ مین
پتہر کو۔ روایت کیا اسکو امام محمد رح نے **دلیل بست و چہارم** روایت ہے زید بن
ثابت سے قال من قرأ خلف الامام فلا صلوۃ یعنے جسنے پڑہا پیچھے امام کے پس
نہین ہے نماز اوسکی روایت کیا اسکو امام محمد رح نے **دلیل بست و پنجم** روایت
ہی مالک بن عمارہ سے انہ قال لا ادری کم رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کلھم یقولون لا یقرأ خلف الامام روایت کیا اسکو ابو بکر ابن ابی شیبہ نے یعنے تحقیق

دلیل بست و ششم

کہ مالک نے کہا کہ نہین جانتا ہون مین کہ کتنے شخص اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے کہ سب
۲۶
کہتے تھے کہ نہ پڑہے پیچھے امام کے **دلیل بست و ششم** روایت ہے شعبی سے انہ قال
ادرکت سبعین بدریا کلہم علی انہ لا یقرأ خلف الامام یعنے کہا شعبی نے پایا مین نے
ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو سب کے سب نہین پڑہتے تھے پیچھے امام کے ذکر کیا اسکو کرمانی نے

دلیل بست و ہفتم

دلیل بست و ہفتم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبنا فبین لنا وعلمنا صلوتنا فقال اذا صلیتم فاقیموا
صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا
آمین یجبکم اللہ فاذا کبر ورکع فکبروا وارکعوا فان الامام یرکع قبلکم ویرفع
قبلکم الحدیث وفی روایۃ واذا قرأ فانصتوا یعنے صحیح مسلم مین ہے روایت کئے
ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیشک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا پس بیان فرمایا واسطے ہمارے طریقہ سنت اور تعلیم فرمائی نماز ہم لوگون کو
پس فرمایا جسوقت نماز پڑہو تم سب پس سیدہی کرو صفین اپنے پہر چاہیے کہ امام ہو ایک شخص تم
مین سے پس جب اللہ اکبر کہے تو تم سب اللہ اکبر کہو اور جب ولا الضالین کہے تو تم سب
آمین کہو دوست رکہیگا تمکو اللہ تعالی پس جب اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے پس تم سب اللہ اکبر
کہو اور رکوع کرو پس تحقیق امام رکوع کرتا ہے قبل تمہارے اور رفع کرتا ہے قبل تمہارے اور ایک
روایت مین صحیح مسلم کے اسقدر زیادہ ہے کہ جب قرأت کرے امام پس چپ رہو تم سب
اور کہا مسلم نے عندی صحیح یعنے واذا قرأ فانصتوا صاحب مسلم کے نزدیک صحیح ہے
حاصل یہ ہے کہ اس حدیث مین تعلیم نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتاکید
ثابت ہوی اور اس تعلیم مین تکبیر تحریمہ سے رکوع تک مقتدی کو قرأت تعلیم نفرمائی اگر

واجب ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے بلکہ واذا قرأ فانصتوا سے ممانعت ظاہر ہے۔

دلیل بست و ہشتم فاذا قمت الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن یعنی پس جب کھڑے رہیگا تو طرف نماز کے پس تکبیر بول تو بعد اوسکے پڑھ تو جو کچھ آسان ہو ساتھ تیرے قرآن سے۔ روایت کیا بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور طحاوی۔ دلیل بست و نہم آیت کلام ربانی ہے فرمایا اللہ جل شانہ نے سورۂ اعراف کے آخر میں واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون یعنی جب پڑہا جاوے قرآن شریف پس سنو تم اوسکو اور چپکے رہو شاید کہ رحم کئے جاؤ۔۔ علامہ بغوی علیہ الرحمۃ تفسیر معالم التنزیل میں شان نزول اس آیۃ مجید کا اسطور پر تحریر فرماتے ہیں

اختلفوا فی سبب نزول هذه الاية فذهب جماعة الى انها فی القراءة فی الصلوة روی عن ابی هريرة انهم كانوا يتكلمون فی الصلوة بحوائجهم فامروا بالسكوت والاستماع الى قراءة القران وقال قوم نزلت فی ترك الجهر بالقراءة خلف الامام روی زيد بن اسلم عن ابيه عن ابی هريرة قال نزلت هذه الاية فی رفع الاصوات بالقراءة وهم خلف رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فی الصلوة وقال الكلبی كانوا يرفعون اصواتهم فی الصلوة حين يسمعون ذكر الجنة والنار وعن ابن مسعود انه سمع ناسا يقرؤن مع الامام فلما انصرف قال اما ان لكم ان تفقهوا واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا لعلكم كما امركم الله وهذا قول الحسن والزهری والنخعی ان الاية فی القراءة فی الصلوة وقال سعيد بن جبير وعطاء ومجاهد ان الاية فی الخطبة امروا بالانصات لخطبة الامام يوم الجمعة وقال سعيد بن جبير هذا فی الانصات

دلیل بست و ہشتم

دلیل بست و نہم

علامہ بغوی علیہ الرحمۃ

يوم الاضحى والفطر ويوم الجمعة وفيما يجهر به الامام وقال عمر بن عبد العزيز

الانصات لكل واعظ والاول اولها وهو انها في القراءة في الصلوة لان الاية

مكية والجمعة وجبت بالمدينة یعنے اختلاف کیا علماى مفسرین نے سبب مین نازل ہونے

اس آیت شریف کے پس گئی ایک جماعت مفسرین کی طرف اس بات کے تحقیق کہ نازل ہوی یہہ

قرأت کرنے مین نماز مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ صحابہ باتین کرتے

تہے نماز مین اپنے حاجتون کے پس حکم کئے گئے واسطے سکوت اور استماع قرأۃ قرآن کے

اور کہی ایک قوم نے نازل ہوی یہ آیت ترک کرنے مین پکار کر پڑہنے پیچہے امام کے روایت

کی زید بن اسلم نے اپنے باپ سے اوسنے ابی ہریرہ سے کہ اوتری یہ آیت بلند کرنے مین آوازون

کے ساتہہ قرأت کے اور صحابہ پیچہے تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز مین

اور کہا کلبی نے بلند کرتے تہے صحابہ آوازون کو اپنی نماز مین جسوقت سنتے تہے ذکر جنت

اور دوزخ کا۔ اور مروی ہے عبد اللہ ابن مسعود سے تحقیق کہ اوسنے سنا لوگ پڑہتے ہین

ساتہہ امام کے پس جب فارغ ہوے نماز سے فرمایا کیا نہین ہے واسطے تمہارے یہہ

کہ تفقہہ کرے اور جسوقت کہ پڑہے جاوے قرآن پس سنو تم اوسکو اور خاموش رہو جیسا کہ

حکم کیا تمکو اللہ تعالے نے اور یہ قول حسن اور زہری اور نخعی کا ہے تحقیق کہ یہ آیت

نازل ہوی قراوت مین نماز کے۔ اور کہا سعید بن جبیر اور عطا اور مجاہد نے تحقیق کہ یہہ

آیت نازل ہوی خطبہ مین حکم کئے گئے خاموش رہنے واسطے خطبہ امام کے نماز جمعہ مین

اور کہا سعید بن جبیر نے یہہ انصات یعنے چپ رہنا خطبہ فطر اور خطبہ ضحی اور یوم الجمعہ

مین ہے۔ اور اس چیز مین جو امام پکار کے پڑہتا ہے۔ اور کہا عمر ابن عبد العزیز نے

خاموش رہنا واسطے ہر واعظ کے ہے۔ اور اول اولی ہے۔ یعنے قول اول جو مفسرین نے

فرمایا ہے کہ یہ آیت نازل ہوی قرأت کے باب مین نماز مین یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم قرأت
کرتے تہے پیچھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور نماز جمعہ مدینہ
منورہ مین واجب ہوی۔ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ بقول صحیح یہ آیت شریف خطبہ مین
نہین اوتری اور تفسیر مدارک مین آیت مذکورہ کے ذیل مین مرقوم ہے والجمہور الصحابۃ
رضی اللہ عنہم علی انہا فی الاستماع المؤتم یعنے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق اس
امر پر ہے کہ یہ آیت استماع مین موتم کے نازل ہوی۔ اور مولانا کمال الدین حسین کاشفی تفسیر
حسینی مین فرمایا ہے واذا قرئ القرآن وچون خوانده شود قرآن در نماز فاستمعوا لہ
پس بشنوید مرآنرا وانصتوا وخاموش باشید وبا امام تلاوت مکنید لعلکم ترحمون
شاید کہ رحم کرده شوید انتہی۔ اور فرمایا عمدۃ المحققین زبدۃ المحدثین حضرت مولانا شاہ
عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان مین
ذهب ابو حنیفہ رح الی انہ لا یقرأ ہا فی السریۃ ولا فی الجہریۃ لقولہ تعالی
واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون وروی البیہقی انہ
قال اجمع الناس علی ان ہذہ الایۃ فی الصلوۃ وقیل ہذا ماثور عن ثمانین
نفرا من الصحابۃ منہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ رضی اللہ عنہم اجمعین انتہی
یعنے حضرت مولانای موصوف فرماتے ہین کہ تحقیق حضرت امام ابو حنیفہ رح کا مذہب یہ ہے
کہ نہ قرأت کرے مقتدی سورہ فاتحہ کی خواہ وہ نماز سری ہو خواہ جہری موافق قول
جناب عز اسمہ کے یعنے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون
اور روایت کی بیہقی نے کہ اتفاق ہے تمام مفسرین کا اس امر مین کہ نازل ہوی یہ آیت درباب
نماز کے اور کہا گیا کہ یہ منقول ہے یعنے عدم قرأت خلف الامام اسی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تفسیر مدارک

تفسیر حسینی

سے از انجملہ حضرات خلفای اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین۔ ناظرین رسالہ اس روایت
کو بغور ملاحظہ فرماوین کہ باوجود بیہقی رح شافعی ہونیکے دعوی کرتے ہین کہ اجتمع الناس کا یعنے
اتفاق ہے تمام مفسرین کا اور مولانا عبد العلی بحر العلوم فرماتے ہین ارکان اربعہ مین
وحجتنا ثانیا قولہ تعالی واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون
قال احمد اتفقوا علی ان ھذہ الایۃ نزلت فی الصلوۃ وعن مجاھد کان
علیہ الصلوۃ والسلام یقرأ فی الصلوۃ فسمع فتیً من الانصار فنزل
واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنے مولانا بحر العلوم
فرماتے ہین کہ حجت ثانیہ عدم قراءت خلف امام مین آیۃ مذکورہ تحریر فرمائی اور کہا کہ فرمایا
امام احمد حنبل رح نے اتفاق ہے تمام مفسرین کا کہ یہ آیت نازل ہوی درباب نماز کے۔
اور مجاہد سے مروی ہے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت کرتے نماز مین
پس سنے آپکی قراءت ایک جوان انصار سے اوسوقت نازل ہوی آیت واذا قری القرآن الخ
دلیل تیسری امام قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القرآن یعنے پس پڑہو تم جو چیز کہ آسان
ہو قرآن سے اور تفصیل اوسکی قریب معلوم کیا جاویگی انشاء اللہ تعالی۔ اگر کوئی کہے کہ
مخالفین بہی احادیث روایت کرتے ہین وجوب قراءت خلف الامام پر۔ دلیل اول
مخالفین جیسا کہ ما اخبرنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل الضبی انا محمد
عبد الجبار بن محمد بن الجراحی انا ابو العباس المحبوبی انا ابو عیسی الترمذی
انا ھناد انا عبدۃ بن سلیمان عن محمد بن اسحاق عن محمود ابن الربیع
عن عبادہ بن صامت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی الصبح
فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی اریکم تقرؤن وراء امامکم

دلیل ... امام
اگر کوئی ... کہے مخالفین بھی
دلیل اول مخالفین

قلنا نعم یا رسول اللّٰہ واللّٰہ قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوٰۃ لمن
لا یقرأ الفاتحہ یعنے عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نماز پڑہے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پر پڑہنا پس جب فارغ ہوئے نماز سے
فرمایا تحقیق کہ مین دیکہتا ہون تمکو پڑہتے ہین تم لوگ پیچہے امام کے پس کہا ہم لوگون نے
ہان بخدا ای رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپنے فرمایا کہ نہ پڑہو مگر الحمد۔ کیونکہ بغیر
اوسکے نماز نہین ہوتی۔ اور اس حدیث کو ترمذی نے حسن کرکے لکہا ہی اور دارقطنی نے کہا
کہ اسناد اسکے اچہے ہین اور رجال اسکے ثقات ہین۔ اور خطابی نے کہا اسناد اسکے
عمدہ ہین اور حاکم نے کہا کہ اسناد اسکے مستقیم ہین۔ واضح ہو کہ اس حدیث کی صحت
مین اختلاف ہے ایک گروہ علماء اوسکی صحت کے قایل ہین جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور کئی
علماء نے ضعیف بہی لکہا ہی۔ چنانچہ علامہ زیلعی لکہتے ہین ضعفہ احمد وجماعۃ
(ولیس قوی) یعنے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے امام احمد بن حنبل اور ایک گروہ نے
اور یحیی بن معین رح نے کہا ہی کہ اس حدیث کا جملہ استثنائیہ صحیح نہین پس ایسی
صورتون مین ہمکو تحقیق کرنا اور اصول حدیث پر عمل کرنا لازم ہوا۔ یہہ بہی واضح ہو کہ اس حدیث
مین اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اوسکے طریقے مین محمد بن اسحاق بن یسار واقع ہے
چنانچہ ترمذی سے یہ حدیث منقول ہے اور جسکو ترمذی نے حسن لکہا ہی اوسمین بہی
بہی محمد بن اسحاق بن یسار واقع ہے اور محمد بن اسحاق بن یسار خود مختلف فیہ ہے
پس جو لوگ اوسکو ثقہ خیال کرتے ہین یعنے ترمذی اور دارقطنی وخطابی وغیرہ وہ لوگ
حدیث کو بہی صحیح کہتے ہین اور جو لوگ محمد بن اسحاق کو ضعیف اور غیر مستند جانتے ہین
وہ حدیث بہی ضعیف سمجہتے ہین اور دیکہئے کہ محمد بن اسحاق خود کیسا ہے اور اصول حدیث کے

محمد بن اسحاق کا حال

مطابق قابل سند ہی نہیں - واضح ہو کہ یحیی قطان کو سارے ائمہ نے قابل سند تسلیم کیا ہے
اور لکھا ہے کہ جسکو یحیی قطان چھوڑ دینگے ہم لوگ بھی اسکو چھوڑ دینگے محمد بن اسحاق کی نسبت
لکھا ہے اشہد ان محمد ابن اسحاق کذاب (میزان الاعتدال) یعنے مین اس
بات کی گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحاق بڑا جھوٹا ہے اور اسیطرح سلیمان تیمی نے
اوسکو کذاب لکھا ہے امام مالک رح بھی اسکو دجال لکھا ہے (میزان الاعتدال) اور دارقطنی
نے کہا اوسکے ساتھ حجت پکڑ نہین سکتے - اور نسائی نے کہا قوی نہین ہے دیکھو مولانا عبد العلی
قدس سرہ بر سلم نول کشوری صفحہ (۱۴۴) مگر ہم صرف یحیی قطان سے دلیل لاتے ہین کیونکہ اونکا
جرح مفسر ہے اور یہ قواعد حدیث مین ہے کہ جب کسی شخص کو چند آدمی عادل اور ثقہ کہین اور چند
آدمی اوسکو ضعیف اور ناقابل استناد کہین تو اگر کوئی شخص عارف بالاسباب اور مستند بوجہ
تفصیلی ضعیف کہتا ہی تو اعتبار ضعف کا ہوگا قال الحافظ بن حجر فی شرح نخبۃ الفکر
والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ ولکن محلہ ان صدر مبینا من
عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فیمن ثبت عدالتہ وان
صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ - ایضا کہا حافظ ابن حجر نے
شرح نخبۃ الفکر مین کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر یعنے کسی راوی کو چند آدمی اچھا اور مستند
کہین اور چند لوگ اوسکو برا اور ناقابل بتادین تو مقدم یہی رکھا جاویگا کہ وہ ناقابل و
بے اعتبار ہے اور عام رکھا ہی اس بات کو ایک جماعت نے لاکن اوسکا موقع یہ ہے
کہ وہ جرح ہو اوس شخص کا جو اسباب جرح کا رکھنے والا ہے کیونکہ اگر مفسر نہوگا تو اوس
شخص کے لئے کچھ مضر نہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہے اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح
صادر ہو جو اسباب جرح کو نہین جانتا تو اوس جرح کا بھی اعتبار نہوگا اور یہ مسلم ہے کہ

اور دارقطنی نے کہا ہے
اور نسائی نے کہا ہے
کہ یہ قابل سند نہیں ہیں

یحیی قطان اسباب جرح کا بڑا واقف ہی چنانچہ تہذیب التہذیب مین ہی قال ابراھیم
بن محمد التیمی ما رایت اعلم بالرجال من یحیی القطان یعنے کہا ابراہیم تیمی نے
کہ مین نے کسیکو یحیی قطان سے زیادہ رجال کا واقف نہین دیکہا۔ اور نیز اسی مین ہے
کہ امام احمد نے بہا کہا ہے یحیی قطان کا مثل نہین دیکہا اور یہ بہی مسلم ہی کہ لفظ کذاب
جرح مفسر ہے پس محمد بن اسحاق لامحالہ ضعیف ہے اور قابل اعتبار نہین قطع نظر اسکے
محمد بن اسحاق مدلس ہے مدلس ہونا حدیث کی روایت مین ایک خاص قسم کا عیب ہے
چنانچہ تقریب کے صفحہ (۲۱۵) مین بہی اوسکو مدلس لکہا ہی۔ اور علامہ بدرالدین عینی کہتے ہین
وفی حدیث عبادۃ محمد بن اسحاق بن یسار وھو مدلس۔ قال النووی
لیس فیہ الا التدلیس بنایہ جلد اول صفحہ (۱۱۷) یعنے حدیث عبادہ مین محمد بن اسحاق
بن یسار ہے اور وہ مدلس ہے کہا نووی نے اسمین نہین ہے مگر تدلیس اور یہ بہی مسلم ہے
کہ مدلس جب بلفظ عن سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہین سمجہی جاویگی اور یہ
روایت جو محمد بن اسحاق سے ترمذی وغیرہ مین مذکور ہے اسمین محمد بن اسحاق نے
لفظ عن سے روایت کی ہے پس یہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت نہوگی چنانچہ
بدرالدین عینی رح لکہتے ہین۔ قلنا المدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ
عند جمیع المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک وضعفہ احمد وقال لا یصح الحدیث
عنہ وقال ابو زرعۃ الرازی لا یقضی لہ بشیئ بنایہ جلد اول صفحہ (۱۱۷)
یعنے کہتے ہم کہ مدلس عن فلان کہے تو اوسکی حدیث حجت نہوگی سب محدثین کے
نزدیک باوجودیکہ اوسکو یعنے محمد بن اسحاق کو امام مالک رح نے جہوٹا کہا ہی اور امام احمد رح نے
ضعیف بیان کیا ہی اور کہا کہ اوس سے حدیث صحیح نہین اور ابو زرعہ رازی نے کہا کہ

اوسکی کسی شئی کا اعتبار نہین کیا جاتا یہی وجہ ہے کہ ابن الملقن نے جب دیکہا کہ اس
حدیث کو خطابی وغیرہ صحیح بتاتے ہین اور محمد بن اسحاق بہی روایت مین موجود ہی تو خود یہہ
اعتراض کرکے ایک جواب تاویلی ناقابل اعتبار دیا چنانچہ لکہا ہی فاذا قلت فی اسناد
محمد بن اسحاق وهو مدلس فكيف يكون حسنا فالجواب ان الدارقطني
والبيهقي وابن حبان رووها باسانيدهم عن ابن اسحاق فزال ذلك
(دلیل قوی) صفحہ ۹) یعنے اگر تو کہے کہ اس اسناد مین محمد بن اسحاق ہے اور وہ مدلس
پس حدیث کیونکر حسن ہوگی تو جواب یہہ ہے کہ دارقطنی اور بیہقی اور ابن حبان نے
روایت کیا اوسکو محمد بن اسحاق سے پس زایل ہوگیا یہ اور دیکہو اتنا تو ابن الملقن کو
بہی تسلیم ہی کہ اس روایت مین محمد بن اسحاق مدلس واقع ہوا اور تدلیس لفظ عن سے
نزدیک جمیع محدثین کے غیر معتبر ہے باوجود اس بات کے جواب مین کہتا ہی چونکہ دارقطنی
وغیرہ نے اس سے روایت کی تو یہ بات جاتی رہی بولنا بڑی شرم کی بات ہے
انصاف کا مقام ہے کہ جب بیہقی وغیرہ اپنی کتابون مین موضوع اور ضعیف حدیثین
سیکڑون روایت کرتے ہین تو اونکی روایت کردینے سے یہ روایت کیونکر صحیح
ہوجاویگی اور محمد بن اسحاق کا عیب کیا جاتا رہیگا (ظل الغمام) اور سوا ان امور مذکورہ
کے محمد بن اسحاق کو تقریب التہذیب میں شیعہ اور قدریہ ہونیکا الزام بہی لگایا ہے
اور کہتا ہی یدلس ورمی بالتشیع والقدر اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ خود دارقطنی
کہتا ہی اوسکے ساتہ حجت پکڑنا نہین ہوسکتا ۔

تنبیہ معلوم کیجیے جب اس حدیث کے راوی مین اتنے عیوب ہوں پہر کیونکر وہ حدیث
قابل حجت ہوگی اور واضح ہو کہ یہہ حدیث ابوداود مین اور دو طریقون سے مروی ہے

جواب

جواب

ایک میں نافع بن محمود واقع ہے اور وہ مجہول ہے چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے
مستور من الثالثہ یعنے وہ پوشیدہ حال ہے طبقہ ثالثہ سے ہے (تقریب صفحہ ۲۴۰)
اور الجوہر النقی میں ہے قال ابن عبد البر مجہول وقال الطحاوی لا یعرف یعنے
کہا ابن عبد البر نے کہ وہ مجہول ہے اور کہا طحاوی نے نہیں پہچانا جاتا ہے وہ ۔ اور دوسرے
طریق میں مکحول نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے اور لطف تو یہ ہے کہ مکحول کو عبادہ
ملاقات نہیں ہوی ومکحول قد سمع من واثلہ بن الاسقع وانس بن مالک وابی
ھند الداری ویقال انہ لم یسمع من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا
من ھؤلاء الثلث ترمذی شریف مطبوعہ احمدی بار ثانی صفحہ ۲ ء جلد ثانی یعنے مکحول نے
سنا ہے واثلہ بن الاسقع اور انس بن مالک اور ابو ہند داری سے اور کہا جاتا ہے
کہ مکحول نے بجز ان تینوں کے اور کسی صحابی سے نہیں سنا ہے دیکھو ان تینوں میں عبادہ
کا نام نہیں اور حافظ ابن حجر نے تہذیب میں لکہا ہے قال ابو بکر البزار روی
مکحول عن جماعۃ من الصحابۃ عن عبادۃ وابی الدرداء وحذیفۃ وابی
ھریرۃ وجابر ولم یسمع منہم ۔ یعنے کہا ابو بکر بزار نے روایت کی مکحول نے ایک
گروہ صحابہ رض سے عبادہ اور ابو درداء اور حذیفہ اور ابو ہریرہ اور جابر سے اور حالانکہ
اوسنے کسی سے نہیں سنا پس جب مکحول کو عبادہ رض سے ملاقات نہوی تو حدیث متصل نرہی
بلکہ منقطع ہوگئی غرض یہ حدیث کسی طرح لایق اعتماد اور قابل استناد نہیں رہی ۔
حدیث دوم ما رواہ مسلم وغیرہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال من صلی صلوۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فھی خداج ثلاثا غیر
تمام فقیل لابی ھریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرأ بہا فی نفسک یعنے وہ روایت

نافع بن محمود کا مجہول ہونا
مکحول کا عبادہ سے سماع نہیں
بلکہ ملاقات بھی نہیں ہوئی
حدیث ہے مرسل منقطع نہیں ہے

جو مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے نماز پڑہی اور نہ قراءت کی اسمین سورہ فاتحہ پس وہ
نماز ناتمام ہے تین مرتبہ آپ نے فرمایا پس لوگون نے بعد سننے اس حدیث کے ابو ہریرہ
سے دریافت کیا کہ ہم لوگ جب پیچھے امام کے ہون اوسوقت کیا کرین آپ نے فرمایا
اقرأ بها فی نفسك یعنے اوسوقت غور و فکر اپنے دل مین کر اور طبیعت کو اپنے منتشر نکر
اور تدبر اوسکی معانی کا کر پس جو لوگ کہ اس قول ابی ہریرہ سے پڑہنا مقتدی کا
ثابت کرتے ہین اوسکا جواب علامہ بدر الدین عینی وغیرہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے

جواب

قال العینی فی شرح البخاری قلت هذا لا یدل علی الوجوب لان المأموم
مامور بالانصات فحینئذ یحمل ذلك علی ان المراد تدبر ذلك
و تفکرہ انتہی یعنے علامہ عینی شرح البخاری مین تحریر فرماتے ہین کہ مین
جواب دیتا ہون کہ لفظ نہین دلالت کرتا اوپر وجوب قراءت مقتدی کے
اسواسطے کہ مقتدی مامور بالانصات ہے پس اسوقت محمول ہوگا یہ لفظ اوپر
اس امر کے کہ مراد اس سے غور و فکر کرنا ہے قراءت امام کو نہ یہ کہ زبان سے
پڑہے قال الزرقانی فی شرح الموطا قیل معناہ تدبرها اذا سمعت
الامام ان یقرأها انتہی یعنے محدث زرقانی شرح موطا مالک مین تحریر
فرماتے ہین کہ بعض محدثین نے معنی اقرأ بها فی نفسك کو بیان فرمایا کہ غور و فکر
کرنا ہے سورہ فاتحہ کو جسوقت سنے تو امام کو کہ پڑہتا ہو اسکو وکذا فی المرقاة
حاشیة المشکوة لعلی القاری وفی تبصیر العینین ما روی مسلم
عن ابی هریرة وغیرہ دال علی قراءة الفاتحة علی الامام والمأموم

بل یدل علی وجوب قراءۃ الفاتحۃ علی المنفرد والامام انتھی یعنے تبصیر العینین
مین مرقوم ہے کہ وہ روایت جو مسلم نے ابوہریرہ وغیرہ سے روایت کی نہین دلالت
کرتی وہ روایت اوپر فرض ہونے قراءت سورہ فاتحہ کے اوپر امام اور مقتدی کے
بلکہ دلالت کرتی ہے اوپر وجوب ہونے قراءت فاتحہ کے اوپر امام کے فقط اور
یہی موافق آیہ کلام ربانی اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون
کے مطابقت رکھتی ہے حدیث سوم ما رواہ ابوداؤد عن ابی ھریرۃ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج فناد فی المدینۃ انہ لاصلوۃ
الابقرآن ولو بفاتحۃ الکتاب فمازاد ولو بفاتحۃ الکتاب فمازاد
یعنے ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ فرمایا واسطے میرے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ جا اے ابوہریرہ پس پکار دے مدینہ مین کہ نہین نماز ہوتی مگر ساتھ پڑھنے
قرآن کے اگرچہ سورہ فاتحہ ہو پھر اسپر کچھ اور زیادہ کرے یعنے علاوہ سورہ
فاتحہ کے چند آیہ یا ایک سورہ نیز ہے انتہی وایضاً فیہ عن ابی ھریرۃ قال امرنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان انادی انہ لاصلوۃ الابقراۃ
فاتحۃ الکتاب فمازاد یہہ روایت بھی ابوداؤد مین ابوہریرہ رض سے مروی ہے
وہ فرماتے ہین کہ حکم کیا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کردون
مین کہ نہین ہوتی نماز مگر ساتھ پڑھنے سورہ فاتحہ کے پھر اسپر کچھ اور زیادہ کرے
یعنے چند آیہ یا ایک سورہ انتہی فایدہ ان دونون روایتون سے بھی پڑھنا
سورہ فاتحہ کا خلف امام ثابت نہین بلکہ روایت اول سے مطلق قراءت قرآن
ثابت ہوتی ہے اگرچہ سورہ فاتحہ ہو پس امام یا منفرد اگر کچھ بھی قرآن سے قراءت

مگر ہیگا بلاشک نماز نہوگی اور دوسری روایت مین چند احتمالات وارد ہوتے ہین
اول یہ کہ قرأت فاتحہ کو فرض تصور کرین تو آیہ کلام ربانی کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ آیہ
فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے قرات عامہ مراد ہے نہ خاص قرأت فاتحہ اور
اگر یون کہین کہ وجوب قرأت سورۂ فاتحہ اوس سے مراد ہے تو اوسوقت یہ کہا
جائیگا کہ بلاشک امام اور منفرد کو پڑہنا سورۂ فاتحہ کا اور اوسکے ساتہ ایک سورہ
یا چند آیت پڑہنا بہی واجب ہے چنانچہ لفظ فما زاد کا اوسپر صاف دلالت کرتا ہے
کہ علاوہ سورۂ فاتحہ کے چند آیہ یا ایک سورہ کوئی بقدر ما تیسر من القرآن پڑہے
چنانچہ سنن ابی داؤد مین قرأن دونون روایتون کے جو اوپر مذکور ہوین بتصریح موجود ہے
عن ابی سعید قال امرنا ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر یعنے ابوسعید
فرماتے ہین کہ حکم کئے گئے ہم لوگ یہ کہ پڑہین سورۂ فاتحہ اور اسقدر کہ آسان ہو
سوای فاتحہ کے۔ حاصل کلام اس سے یہی ہے کہ یہ حکم امام اور منفرد کو ہی نہ مقتدی کو
پس کیونکر مثبتین قرأت خلف الامام اوس سے تصور کیا جاوے اگر بالفرض والتسلیم
ثابت بہی ہو تو یہ دونون روایت قابل استدلال نہین کیونکہ اون دونون روایتون
کا ایک شخص جعفر بن میمون راوی ہے وہ اکثر خطا کرتا تہا کما ہو موجود فی التقریب
و قال العینی فی شرح البخاری بن جعفر المذکور فی سندہ ہو جعفر
فیہ کلام حتی صرح النسائی بانہ لیس بثقۃ یعنے فرمایا علامہ عینی نے
شرح بخاری مین کہ بیشک جعفر مذکور سند مین اس روایت جعفر بن میمون ہے
کہ جسکی صداقت مین محدثین کو کلام ہے یہانتک کہ نسائی نے تصریح کی اس امر کی
کہ وہ غیر ثقہ ہے پس جب ثقہ ہونا اوسکا نزدیک محدثین کے ثابت نہو تو روایت

اسکی کیونکر قابل احتجاج ہوگی انتہی حدیث چہارم لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب یعنے نہین ہے نماز واسطے اوسکے جسنے نہین پڑہا سورۂ فاتحہ۔ اور تیسیر القاری فارسی شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے دلالت حدیث بر ترجمہ ظاہر است بدانکہ شافعی رح این حدیث وامثال آنرا متمسک خود ساختہ بہ فرضیت قرأت فاتحہ قایل شدہ است حنفیہ این نفی را بر نفی کمال وفضیلت حمل میکنند چنانچہ در حدیث لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد واتفاق است درینجا کہ نماز ہمسایۂ مسجد در خانہ جایز است وفضیلت جماعت ازوی فوت میشود ودر حدیث لا صلوۃ للعبد الآبق نیست نماز بر بندہ گریزپا را بعد از قول مترجم مین پس دلالت آن ظنی است وظنی موجب فرضیت نمیباشد ونیز چنانچہ صاحب ہدایہ تقریر کردہ آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن قطعی است در معنی عموم وبحدیث ظنی کہ در ثبوت ودلالت زیادہ بر قطعی کتاب روا نباشد لیکن موجب عمل است وما گفتیم کہ خواندن فاتحہ واجب است نہ فرض تا ابطال قطعی بظنی لازم نیاید یعنے دلالت حدیث اوپر ترجمہ کے ظاہر ہے۔ جان تو شافعی رح اس حدیث اور امثال اوسکے دلیل اپنی گردان کر ساتہہ فرضیت قرأت سورۂ فاتحہ کے قایل ہوے ہین حنفیہ اس نفی کو اوپر نفی کمال وفضیلت کے حمل کرتے ہین جیساکہ حدیث مین لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد کے یعنے نہین ہے نماز واسطے ہمسایہ مسجد کے مگر مسجد مین اور اتفاق ہے شافعیہ اور حنفیہ کا اس جگہ اس بات پر کہ نماز ہمسایہ مسجد کے گہر مین جایز ہے اور فضیلت جماعت اوس سے فوت ہوتی ہے اور بیچ حدیث لاصلوۃ للعبد الآبق یعنے نہین ہے نماز واسطے غلام بہاگنے والے کے پس دلالت حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرأ

حدیث چہارم در بیان فرضیت حدیث چہارم بقرأت سورۂ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری

بفاتحۃ الکتاب ای ظنی ہے اور ظنی موجب فرضیت کی نہین ہوتی ہے اور بہی صاحب ہدایہ نے تقریر کی ہے کہ آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن قطعی ہے بیچ معنی عموم کے ہے اور ساتہہ حدیث ظنی ہے بیچ ثبوت اور دلالت کے زیادت اوپر قطعی شے یعنے کتاب اللہ کے روا نہین ہے لیکن موجب عمل کا ہے اور ہم کہتے ہین پڑہنا فاتحہ کا واجب ہے نہ فرض تا ابطال دلیل قطعی کی ساتہہ ظنی کے لازم نہ آوے انتہی اور اسیطرح حدیث لا ایمان لمن لا امانۃ لہ اور حدیث لا دین لمن لا عہد لہ کے نظر کر کے قائلین لا صلوٰۃ لمن لا یقرأ بفاتحۃ الکتاب کو لازم ہوا جیسا کہ سورہ فاتحہ کے نہ پڑہنے سے نماز نہین ہوتی پس اسیطرح امانت مین خیانت کرنیوالا اور عہد شکنی کرنیوالے کو بے ایمان و بے دین یعنے کافر بولنا پڑیگا اور ما سوا اسکے آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن جو دلیل قطعی ہے خصوصیت سورہ فاتحہ کی نفی کر رہی ہے پس معنی آیت شریف کی یعنے پڑہو تم جو آسان ہو قرآن سے پس اس آیت مین کچہہ خصوصیت سورہ فاتحہ کی نہین چونکہ ثبوت اسکا خبر واحد سے یعنے دلیل ظنی سے ہی اسلئے ہم قرأت فاتحہ امام اور منفرد کو واجب کہتے ہین نہ فرض اور خود صاحب بخاری اس حدیث کے نیچے دوسری ایک حدیث لائے ہین جس سے سورہ فاتحہ کے پڑہنے کا وجوب بہی ثابت نہین ہوتا جیسا کہ لکہا ہی دلیل بیست و نہم فاذا قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن یعنے پس جب کہڑی رہیگا تو طرف نماز کے پس تکبیر بول تو پس پیچہے پڑہ تو جو کچہہ آسان ہو ساتہہ تیرے قرآن سے روایت کی اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد اور طحاوی نے اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ اس حدیث سے عدم فرضیت سورہ فاتحہ کے یہہ ہے لفظ لا کا اس حدیث مین جو مذکور ہے اسم و خبر کو چاہتا ہے

اسمیں اسکا لفظ صلوٰۃ موجود ہے اور خبر اسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں
فرمائی پس ہوئی حدیث مؤول اور محتمل کسی چیز کی مثل لا صلوٰۃ کاملۃ یا جائزۃ کی پس اگر یہ تقدیر
خبر لفظ جائزۃ کی ہو معنی یہ ہوگی کہ نہیں جائز ہے نماز بغیر فاتحہ کے پس دلالت کی آیۃ
شریفہ اور احادیث صحیحہ نے کہ خبر لا کی کاملۃ ہے نہ جائزہ پس ہوئی حدیث مؤول
نہ دلالت کریگی بالذات کسی ایک امر پر بلکہ ہوگی تابع دوسرے قوی دلائل کی اور ماسوائے
اسکے وہی عبادہ بن صامت رضہ کی حدیث صاف دلالت کرتی ہے اسپر کہ خبر لا کی کاملۃ ہے
اسلئے کہ تمام الفاظ حدیث شریف کے یہ ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعدا روایت کیا اسکو مسلم
اور ابو داؤد اور نسائی وغیرہم نے اور حدیث ابی سعید خدری رضہ کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مفتاح الصلوٰۃ الطہور وتحریمہا التکبیر وتحلیلہا التسلیم
ولا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بالحمد وسورۃ فی فریضۃ او غیرہا روایت کیا اسکو ترمذی
نے یعنے کنجی نماز کی طہارت ہے اور تحریمہ اسکی تکبیر اور نکلنا نماز سے سلام ہے اور نہیں ہے
نماز پوری واسطے اسکے کہ پڑھے الحمد اور سورۃ فرض میں یا غیر فرض میں پس حدیث عبادہ بن
صامت رضہ کی اور یہ حدیث ابی سعید خدری رضہ کی صاف دلالت کرتی ہے خبر لا کی کاملۃ ہے
کیونکہ اگر جائزہ کہیں تو لازم آویگی یہ بات سورہ فاتحہ کے سوا ضم سورہ بھی فرض ہے کیونکہ
یہہ دونوں باتیں اسی عبادہ بن صامت کی حدیث سے ثابت ہوتے ہیں اور اسی کے
مضمون کے مطابق ابی سعید خدری کی حدیث صاف دلالت کرتی ہے جبتک سورۃ
فاتحہ اور ضم سورہ نہ کرے نماز جائز نہیں جیسا کہ امام مالک رحہ کا مذہب ہے
اور یہہ بھی معلوم کیا چاہئے قرأت فاتحہ امام اور منفرد کے لئے ہے نہ مقتدی کو جیسا کہ اوپر کے

دلائل میں مذکور ہوا اور یہی مروی ہے جابر بن عبداللہ رضؓ سے اور امام احمد اور دیگر
علما نے یہی سمجھا ہے ترمذی میں ہے وامام احمد بن حنبل فقال معنی قول النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اذا کان
وحدہ واحتج بحدیث جابر ابن عبداللہ حیث قال من صلی رکعۃ لم
یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام قال احمد
فہذا رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاصلوٰۃ لمن لم
یقرأ بفاتحۃ الکتاب ان ہذا اذا کان وحدہ یعنے لیکن امام احمد بن حنبل
نے پس کہا کہ اس قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنے لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ
بفاتحۃ الکتاب یعنے اسکی نماز نہیں ہوتی جو الحمد للہ نہ پڑہے یہہ کہ جب کوئی اکیلا
پڑہے نماز یعنے مقتدی کو خود قرأت کرنا ضرور نہیں اور استدلال کیا حدیث جابر سے
کہ کہا انہوں نے جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد للہ کے پڑہے تو نماز نہوگی مگر جب کہ وہ امام
کے پیچہے ہو کہا امام احمد بن حنبل نے پس جابر بن عبداللہ رضؓ ایک صحابی ہیں رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلب نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث کا
صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کا یہہ جب ہے کہ پڑہنے والا تنہا ہو اور حضرت
عبداللہ بن عمر رضؓ سے جو بڑے صحابی اور نہایت متبع سنت تہے جب سوال ہوا کہ قرأت
خلف الامام میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپنے کہا تکفیک قرأۃ الامام یعنے تجہکو امام
کا پڑہنا کافی ہے سوال اگر کوئی کہے کہ عبداللہ ابن عمر رضؓ سے اسکے خلاف میں بہی
مروی ہے تب قاعدۂ اذا تعارضا تساقطا ثابت ہوگا اسوقت انہیں قرأت کا دعوی
رد ہوگا جواب اول بر تقدیر ثبوت جسطرح سے وہ دلیل ہمارے لئے قابل حجت

نہوگی ویساہی مجوزین قرأت کے لئے بہی دلیل نہوگی کیونکہ قاعدہ اذا تعارضا تساقطا
اوپر بہی صادق آتاہے جواب دوسرا بقول آپ کے اگر وہ روایت عبداللہ بن عمر رضہ
متعارض بہی ہو تو ہمکو اس سے کچہہ نقصان نہین کیونکہ ہماری وہی ایک دلیل نہین
بلکہ اور بہی بہت سے دلائل ہین جیساکہ بالا مذکور ہوسے اور عبداللہ بن مسعود رضہ
نے بہی یہی جواب دیا جب انسے سوال کیا گیا سیکفیک ذالک الامام یعنے
اسکے لئے امام کافی ہے اب ہم یہان سے اعتراضات غیر مقلدین کو بیان کرتے ہین جو
ہمارے دلائل پر کرتے ہین اور انکے جوابات بہی اسیکے ساتہ لکہتے ہین اعتراض غیر مقلد
بر دلیل اول یہہ فقرہ فانتہی الناس الخ یعنے لوگ قرأت سے باز آئے زہری کا قول ہے
جیساکہ بہت سے محدثین نے لکہا ہے پس مرفوع نہوا لہذا یہہ حدیث حجت نہوگی جواب
ہمارا استدلال تو قول زہری پر نہین بلکہ استدلال ہمارا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر ہے یعنے مالی انازع القرآن پر جسکا صاف مطلب یہہ ہے کہ مقتدی کو قرأت
کرنا نہین چاہئے جیساکہ ہم نے اوپر ثابت کیا اسیکے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہی قرأت
کو چہوڑ دیا دوسرا اعتراض مقتدی آہستہ قرأت کریگا پس اسوقت تنازعہ واقع ہوگا
جواب دوم سطر جسے بہی نہ پڑہے پر دلیل سوم اور دلیل چہارم دیکہہ لیجئے اعتراض مقلد بر
دلیل دوم اس حدیث مین یہہ فقرہ واذا قرأ فانصتوا پر ابو داؤد سے نقل کیا ہے یہہ فقرہ
حدیث کا وہم ہے اور یہہ وہم ابو خالد سے ہوا ہے اور اسواسطے ابو داؤد کے اور
بہی لوگ وہم کرتے ہین جواب واضح ہو کہ اصل اعتراض دو امر پر مبنی ہے ایک یہہ کہ ابو خالد
نے وہم کیا ہے اور دوسرا یہہ کہ سلیمان تیمی نے اصحاب قتادہ سے مخالفت کی ہے یعنے
یہہ فقرہ قتادہ کے اور اصحاب نے روایت نہین کی ہے سوا امر اول کا جواب تو یہہ ہے ابو خالد

احمر وہ شخص ہے جس سے بخاری و مسلم سند لیتے ہین چنانچہ حافظ منذری نے اپنے
مختصر مین ابو داؤد پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے وھذا فیہ نظر فان اباخالد الاحمر
ھذا ھو سلیمان بن حبان وھو من الثقات الذی احتج بھم البخاری
ومسلم ومع ھذا لم ینفرد بھذہ الزیادۃ بل تابعہ علیھا ابو سعید
محمد بن سعد الانصاری دیکھو بنایہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۱۱ ۔ یعنے ابو داؤد
کے قول مین بحث ہے کیونکہ ابو خالد احمر یہہ وہی سلیمان بن حیان ہے اور وہ ایسا ثقہ
ہے کہ بخاری اور مسلم نے اوس سے استدلال کیا ہے اور پہر وہ اکیلا نہین ہے اس فقرہ
کے بڑہنے مین بلکہ اوس کے متابعت کی ابو سعید محمد بن سعد الانصاری نے اور علامہ ماردینی
الجوہر النقی مین ابو خالد احمر کو ثقہ اور مستند کرکے ثابت کیا ہے اور کہتا ہے وبھذا ظھر ان
الوھم لیس من ابی خالد کما زعم ابو داؤد یعنے اس سے ظاہر ہوا وہم ابو خالد سے
نہین ہوا ہے جیسا کہ ابو داؤد کو شبہہ ہوا باقی امر ثانی کی کیفیت یہہ ہے کہ سلیمان تیمی
نے سب کی مخالفت بہی نہین کی الجوہر النقی مین ہے وقد تابعہ علی روایتہ سعید
بن ابی عروبۃ وعمر بن عامر فروواہ عن قتادہ کذالک اخرجہ البیہقی من
حدیث سالم بن نوح عنھما فبطل قول ابی علی خالف اصحاب قتادہ
کلھم یعنے سلیمان تیمی کی روایت پر متابعت کی سعید بن ابی عروبۃ وعمر بن عامر نے
پس اسیطرح قتادہ سے روایت کی ہے نکالا اوسکو بیہقی نے سالم بن نوح کی حدیث سے
اور دونون سے پس باطل ہوا ابو علی کا یہہ قول کہ سلیمان نے سب اصحاب قتادہ سے
مخالفت کی ہے اب ہم حدیث کے صحت دوسری قوی دلیلون سے ثابت کرتے ہین۔
مسلم شریف مین اس فقرہ کی نسبت لکہا ہے عندی صحیح یعنے یہہ فقرہ میرے

نزدیک صحیح ہے۔ دیکھو مسلم شریف مع نووی مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۸ اور یہ مسلم
ہو چکا کہ جس حدیث کو بخاری یا مسلم صحیح لکھدیں تو وہ بلا شبہ صحیح ہے اور اس قاعدے
غیر مقلدین کو بھی انکار نہیں امام احمد حنبل نے اس فقری کو صحیح لکھا ہے چنانچہ علامہ زرقانی
ابن عبد البر کا قول نقل کرتے ہیں ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی
الامام واذا قرء فانصتوا صححہ ابن حنبل فاین المذہب عن السنۃ
وظاہر القرآن زرقانی جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ (۱۶۱) یعنے شاہد ہے اسپر قول
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام کے بارہ میں واذا قرء فانصتوا صحیح کیا ہی اسکو
ابن حنبل نے پس کہاں جانے کی جگہہ ہے حدیث سے اور ظاہر قرآن سے امام ابن حزم
نے بھی اسکو صحیح لکھا ہے الجوہر النقی میں ہے قلنا وابن حزم صحح حدیث ابن عجلان یعنے کہتے
ہیں کہ امام ابن حزم نے صحیح لکھا ہے ابن عجلان کی حدیث کو نبایہ میں ہے وصحح ابن
خزیمہ حدیث ابن عجلان المذکور وفیہ تلک الزیادۃ بنایہ مطبوعہ نولکشور
جلد اول صفحہ (۷۱۱) یعنے ابن خزیمہ نے عجلانی کی حدیث کو جس میں یہہ بڑہایا ہوا
فقرہ مذکور ہے صحیح لکھا ہے اب آو اصول حدیث سے جانچ لیں اصول حدیث کا یہہ
ایک قاعدہ ہے مسلمہ کہ جب راوی کوئی فقرہ دوسری راویوں سے زیادہ روایت
کرے تو دیکھا جاتا ہے کہ جس راوی نے وہ فقرہ بڑہایا ہے ثقہ ہے یا نہیں درصورت
اول وہ فقرہ زاید صحیح مانیں گے امام نووی کہتے ہیں زیادات الثقۃ مقبولۃ مطلقا
عند الجماہیر من اہل الحدیث والفقہ والاصول نووی بر مسلم جلد اول
مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰ یعنے ثقہ کی زیادتی مقبول ہے عموماً جمہور محدثین وفقہا واصولیین
کے نزدیک اور جب ثابت ہوا کہ ابو خالد احمر ثقہ ہے اور بخاری ومسلم اوس سے مستند

لاتے ہین تو اسکا فقرہ بڑہایا ہوا خواہ نخواہ مقبول ہوگا اور اسیطرح سے ابن عجلان کی
زیادتی بہی مقبول ہوگی کیونکہ وہ خود ثقہ ہے اور دوسرے راویون نے اوسکے متابعت
بہی کی ہے الجوہر النقی مین ہے ابن عجلان وثقه العجلی وفی الکمال لعبد الغنی ثقه
کثیر الحدیث وذکر الدارقطنی ان اخرج له مسلم اخرج له فی صحیحه فهذا
کا من زیادة ثقه وقد تابعه علیها خارجة ابن مصعب ویحیی بن العلاء
کما ذکره البیهقی انتہی یعنے عجلان کو عجلی نے ثقہ لکہا اور عبد الغنی کی کمال مین ہے کہ وہ
ثقہ اور کثیر الحدیث ہے اور دارقطنی نے ذکر کیا ہے کہ مسلم نے اپنے صحیح مین اوسکے
حدیث نکالی ہے پس یہ جیسا کہ گذرا ثقہ کی زیادتی ہے اور اسکے متابعت خارجہ بن
مصعب یحیی بن العلاء نے کی ہے جیسا کہ بیہقی نے ذکر کیا غرض اس حدیث کی صحت
مین اب محقق کو کیا بلکہ عامیون کو بہی شک نکرنا چاہیے ظل الغمام اعتراض غیر مقلد
بر دلیل ہفتم اسس دلیل مین سوائے جابر رضی اللہ عنہ کے تین راوی ایک مالک بن
اسماعیل جنکو حافظ ابن حجر نے لکہا ہے ثقہ متقن صحیح الکتاب عابد تقریب التہذیب
صفحہ (۳۳۰) یعنے ثقہ متقن صحیح الکتاب پرہیزگار ہے دوسرا راوی حسن بن صالح
جنکو تقریب کے صفحہ (۵۰) مین لکہا ہے ثقه فقیه عابد رمی بالتشیع یعنے ثقہ اور
فقیہ پرہیزگار ہے اور اسپر شیعہ پن لگایا گیا ہے باقی یہ اعتراض کہ شیعہ پن کے گمان سے
اوسکے روایت غیر مقبول ہے کہنا قواعد حدیث کی ناواقفی پر دلالت ہے سوال اگر
کوئی کہے پہلے حدیث جو غیر مقلدین کی دلیل ہے اسمین محمد بن اسحاق بن یسار تہا اسکی
روایت تم لوگ کے نزدیک قابل حجت نہوی بسبب شیعہ ہونیکے پس اس دلیل ہفتم مین
بہی تمہاری حسن بن صالح شیعی ہے پہر کیونکر تمہاری لائی ہوی دلیل مقبول ہوگی جواب

اسکا یہ ہے کہ وہ کاذب ہی اور یہ ثقہ ہے اور وہ جو روایت بیان کیا ہے اپنے
مذہب کو تقویت دینے کی بیان کئے ہے اسلئے غیر مقبول ہے اور اس بات کے آپ بھی مقر ہین
جیسا کہ جناب مولوی شاہ رحمت اللہ صاحب دام کرمہ کے مکانمین جم غفیر کے روبرو فرمایا
کہ مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد حنبلؒ اور بخاری اور حضرات شیعہ نے بھی سورہ فاتحہ خلف الامام
پڑہنا لکھا ہے انتہیٰ۔ اور حسن بن صالح نے جو روایت بیان کی ہے اسمین اسکے مذہب
کی کچھ تائید نہین ہے جیسا کہ امام نوویؒ شیعون وغیرہ کی روایت کی نسبت اختلاف
نقل کر کے لکھتے ہین ومنہم من قال تقبل اذا لم یکن داعیۃ الی مذہبہ ولا
تقبل اذا کان داعیۃ وھذا مذہب کثیرین او الاکثر من العلماء وھو الاعدل
الصحیح امام نوویؒ بر مسلم مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۳ یعنی اون لوگون مین سے
وہ لوگ جنہون نے کہا ہے کہ قبول کیجاوی گی روایت اوسکے مذہب کے طرف نہ لیجاوے
اور اگر لیجاوی تو غیر مقبول ہوگی اور یہی مذہب اکثر علماء کا ہے اور یہی ٹھیک اور صحیح
مذہب ہے اہ۔ اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین ابن سعد کا قول نقل کیا ہے کان
ناسکا عابدا فقیھا حجۃ صحیح الحدیث یعنی طاعت گذار پرہیزگار فقیہ حجۃ
حدیث مین صحیح ہے دیکھو ابن سعد نے حسن بن صالح کو قابل استدلال اور صحیح الحدیث لکھا ہے
باوجودیکہ آگے چلکر اونکو شیعہ بھی لکھا ہے تیسرا راوی ابوالزبیر اسکا نام محمد بن مسلم الاسدی
ہے جسکو علامہ زرقانی لکھتے ہین صدوق روی لہ الجمیع ولہ فی الموطا ثمانیۃ
احادیث زرقانی بر موطا امام مالک جلد اول صفحہ ۱۶۲ مطبوعہ مصر یعنے وہ سچے ہین
اور سب لوگون نے اون سے روایت کی اور موطا مین انکے آٹھ حدیثین ہین اور تہذیب
التہذیب مین ہے قال الساجی صدوق حجۃ فی الاحکام قد روی عنہ

اصل المنقل وقبلوه واحتجوا به یعنی کہا ساجی نے وہ سچے ہین اور دلیل ہین احکام مین روایت
کی اونسے نقل کرنے والون نے اور قبول کیا اونکو اور حجت پکڑی ہے اونسے غرض یہہ ہے دونون طریقے صحیح اور
معتمد ہین اسیواسطے پہلے طریقے کو علامہ ابن الہمام لکھتے ہین واسناد حدیث جابر الاول صحیح علی شرط
الشیخین یعنے جابر کی پہلی حدیث کی اسناد صحیح ہین بخاری اور مسلم کی شرط پر اور طریقہ ثانی کی نسبت
الجواہر النقی مین یہ کہا سند صحیح یعنے یہہ سند صحیح ہے یہان بہی غیر مقلدین مطلب حدیث مین جب کوئی
تصرف نہ کر سکے تو حدیث کو ضعیف کرنے پر آمادہ ہوے اونکے اعتراض کی تفصیل یہہ ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی
نے بہت طریقون سے روایت کیا ہے اور ہر طریقے کو ضعیف کہا ہے چنانچہ منتقی الاخبار مین ہے کہ اس
حدیث کے سب طریقون کو دارقطنی نے ضعیف ثابت کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے بہی تلخیص مین لکہا ہے کہ اسکے
سب طریقے معلول اور ضعیف ہین اور بیہقی نے لکہا ہے کہ حدیث مرفوعا نہین ثابت ہے البتہ مرسلا ثابت ہے
جواب اصل یہہ ہے کہ دارقطنی نے سب طریقون کو مفصلا ضعیف کہا ہے پس اصل ضعیف کرنیوالا دارقطنی
ہے اور باقی حضرات اوسیکی سند لاتے ہین یا وہی وجہ ضعیف بیان کرتے ہین جو دارقطنی نے ذکر کی پس اب دیکہنا ہے
کہ وہ طریقہ جو موطا سے منقول ہوا اوسکو دارقطنی نے کیون ضعیف کہا ہے دارقطنی اس طریقے کی نسبت لکہتے
ہین کہ وهذا الحديث لم يسنده عن جابر بن عبد الله غير ابي حنيفة والحسن بن عمارة
وهما ضعيفان وقد رواه سفيان الثوري وابو الاحوص وشعبة واسرائيل وشريك وابو
خالد وسفيان بن عيينة وغيرهم عن موسى بن ابي عائشة عن عبد الله بن شداد عن النبي
صلى الله عليه وآله وسلم مرسلا وهو الصواب اب اس عبارت مین دارقطنی نے دو وجہ ضعیف حدیث
کی بیان کی ایک یہہ کہ اس حدیث کو جابر بن عبد اللہ کی سند سے بجز ابو حنیفہ رح اور حسن بن عمارہ کے اور کسی
نے نہین بیان کیا اور ابو حنیفہ رح و حسن ضعیف ہین سو یہہ وجہ ضعیف ایسی ہے کہ خود دارقطنی پر اعتماد
باقی نہین رہتا کیا معنی کہ امام ابو حنیفہ رح کو ضعیف کہنا کتنی بڑی غلطی ہے اسیوجہ سے علماء انصاف لکہا ہے
کہ دارقطنی کی یہہ نہایت بے ادبی اور بیباکی ہے چنانچہ علامہ بدر الدین عینی اور علامہ ابن الہمام اور

مولانا عبد العلی بحر العلوم و دیگر علماء رح نے دار قطنی کی گرفت کی اگر کسو کو امام ہمام ابو حنیفہ رح کے فضایل
اور تفقہ اور عدل معلوم کرنا منظور ہو تو تبییض الصحیفہ مصنفہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی و تاریخ ابن خلکان
اور خیرات الحسان اور احیاء العلوم کیطرف رجوع کریں اور فضایل امام کو ملاحظہ فرماویں یہہ بھی واضح ہو کہ
ایسے اماموں کے شان میں اس قسم کے اعتراضات سے کچھ خلل نہیں پڑتا ورنہ کسی امام پر اعتماد نہ رہیگا یحیی
بن معین نے امام شافعی کی نسبت اور شعبی نے امام نخعی پر اور ابن ابی ذویب نے امام مالک پر جرح
و قدح کی ہے مگر اس سے ان حضرات کا ضعیف الروایۃ ہونا ثابت نہیں ہوتا پس ظاہر ہوا کہ یہہ وجہ
ضعف حدیث کی ہرگز صحیح نہیں ہو سکتی باقی دوسری وجہ ضعف کی دارقطنی نے یہہ بیان کی ہے کہ اس
حدیث کو سفیان ثوری و ابو الاحوص و شعبہ و اسرائیل و شریک و ابو خالد وغیرہم نے مرسلا روایت
کیا ہے نہ مرفوعا لیکن یہہ حدیث مرفوع نہوئی مگر یہہ اعتراض بھی بالکل بے سر و پا ہے چنانچہ علامہ ابن
الہمام نے اس حدیث کو اور طریقوں سے مرفوعا ثابت کر کے لکھا ہے فہولاء سفیان و شریک و جریر و ابو الزبیر
رفعوہ بالطرق الصحیحۃ فیبطل عدہم فیمن لم یرفعہ یعنی ان لوگوں نے سفیان و شریک و جریر و ابو الزبیر نے
اس حدیث کو صحیح طریقوں سے مرفوع روایت کیا ہے پس ان لوگوں کا ان میں شمار کرنا جنہوں نے رفع نہیں
کیا ہے باطل ہوا دیکھو فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۹۰ غرض اول تو امام ابو حنیفہ رح کے سوا بھی دوسرے راویوں
نے اس حدیث کو مرفوعا روایت کیا ہے چنانچہ دوسرا طریقہ جو مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کیا مرفوع ہے اور
ابن الہمام نے بھی وہ طریقہ نقل کیا تھا نہ دوسرے راویوں نے بھی روایت کی ہوتی تو صرف امام ابو حنیفہ کا مرفوع روایت
کرنا کافی تھا اعتراض غیر مقلد بر دلیل ہشتم دلیل ہشتم کے راویوں میں ایک راوی امام اعظم فخر عالم رح
دوسرے راوی ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ ہیں جنکی نسبت علامہ بدر الدین عینی کہتے ہیں ابو الحسن موسی
بن ابی عائشہ کوفی من الثقات الاثبات ومن رجال الصحیحین ابنایہ جلد اول صفحہ ۹۰
یعنی ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ کوفی ثقات اثبات سے ہیں اور بخاری و مسلم کے رجال سے ہیں موطاء
امام محمد جلبانی صفحہ ۵۰ اور حافظ ابن حجر کہتے ہیں قال الحمیدی عن ابن عیینۃ حدثنا

موسی بن ابی عائشہ وکان من الثقات وقال اسحق بن منصور عن ابن معین ثقہ یعنی کہا حمیدی نے ابن عیینہ سے حدیث کی ہے موسی بن ابی عائشہ اور وہ ثقات سے تھے اور کہا اسحق بن منصور نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ ہے اور تیسری راوی عبداللہ بن شداد بن الہاد جنکی نسبت حافظ ابن حجر لکھتے ہین عبداللہ بن شداد بن الہاد اللیثی ابو الولید المدنی ولد علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذکرہ العجلی من کبار التابعین الثقات (تقریب التہذیب مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۲) یعنی عبداللہ بن شداد بن الہاد اللیثی ابو الولید المدنی پیدا ہوے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور عجلی نے انکو بڑے ثقہ تابعیون سے ذکر کیا ہے چوتھے راوی جابر صحابی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اس تحقیقات سے صاف معلوم ہو چکا کہ یہہ حدیث صحیح ہے اور گفتگو غیر مقلدین کی اس حدیث شریف مین سچا ہے اور خاک چھاننا بے فائدہ ہوا اور اعتراض انکا گو مختصر سا ہو گیا جسکو انہون نے اپنے رسالہ میزان الحق میں لکھا ہے وہ یہہ ہے اس حدیث کے ہر طریق مین ابو الحسن کوفی ہے یہہ ہوے ہین جنکو علامہ ابن حجر مجہول لکھتے ہین کما قال ابو الحسن الکوفی مجہول (میزان الحق صفحہ ۷) جواب یہہ ناواقفی غیر مقلدون کے حصہ سے دور ہو نہین سکتی اجی غیر مقلد صاحب علامہ ابن حجر جو مجہول لکھتے ہین وہ ابو الحسن کوفی ہے جسکا نام تقریب مین مذکور نہین ہے وہ مجہول ہے اور یہہ ابو الحسن جنکو تقریب مین ثقہ اور عابد لکھا ہے اور جنکی توثیق کو ہم نے اسی بحث مین اوپر ثابت کیا ہے دیکھہ لو اعتراض دوم غیر مقلد اسی حدیث پر جیسا کہ لکھا ہے اور باوجود اسکے مرسل ہونیکے بغایت ضعف کو پہونچی ہے جواب لاحول ولا قوۃ اس حدیث کے مرسلا صحیح ہونے مین کسی شخص کو بھی شک نہین بلکہ خود اس فقرے سے جو میزان الحق مین نقل کیا ہے لا یصح رفعہ یعنی اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہین خود ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کے مرفوع ہونے مین گفتگو ہے نہ اوسکے مرسل ہونے مین بلکہ دارقطنی و ابن عدی و بیہقی نے اسکو مرسلا صحیح لکھا ہے - دیکھو فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۹ اعتراض سوم اور جابر بن عبداللہ جو موقوف اس حدیث کے ہین وہ خود امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے اور مقتدیون کے قرأت نکرنے سے عدم جواز صلوۃ کا فتوی دیتے تھے میزان الحق صفحہ ۹ جواب

جھوٹون کا منہہ کالا ہو دیہہ کتنا بڑا جہوٹ ہی جابر بن عبد اللہ رضہ کا قول تو بسند صحیح ترمذی میں موجود
ہی چنانچہ وہب بن کیسان نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہی کہ من صلے رکعة لم یقرا فیہا
بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام اور اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح لکہا ہی
ترمذی شریف مطبوعہ احمدی بار ثانی جلد اول صفحہ ۴۲) اعتراض چہارم غیر مقلد ہزارہا علمای حنفیہ محققین
کیا متقدمین کیا متاخرین خصوصًا امام محمد و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل و امام اسحق و امام سفیان و
شمس الائمہ امام بخاری و امام مسلم رحمہم اللہ نے اسکے وجوب پر اجماع کیا ہی میزان الحق صفحہ ۱۶) جواب
کیا غضب ہی کہ ہزارہا علماء حنفیہ کو بہی اسمین شامل کر لیا ہے اسکے رد کرنیکی کوئی ضرورت معلوم نہین
ہوتی کیونکہ یہہ بات سراسر جہوٹھ اور افترا ہے یہہ تو ساری خدائی جانتی ہی کہ علماء حنفیہ قراءت فاتحہ خلف
الامام کو واجب نہین جانتے ہین اب بلاغ المبین کا کذب صریح سنو اور باپسر نظر ہین کرو بلاغ المبین صفحہ ۱۹۴
مین اس حدیث کی نسبت واذا قرأ فانصتوا ابو داؤد سے یہہ نقل کیکے کہ یہہ فقرہ ابو خالد کا وہم ہے
لکہا ہی کہ ابو خالد دولابی جعدہ بیٹا ہیعہ مخدومی کا مجہول ہے تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہی موضح
ذرا نظر انصاف سے دیکہو یہہ کتنا بڑا کذب صریح ہی اس حدیث مین جو راوی ہی وہ ابو خالد احمر ہے
جسکا نام سلیمان بن حیان جیسا کہ ہم نے اوپر اس حدیث کے بحث مین ثابت کیا ہی اس شخص نے ایک
اور ابو خالد کو بیان فریب دہی کے ظاہر کیا ہی اے برادران اسلام دیکہو یہہ لوگ اس قسم کے کذب
اور دروغ روایات مین کرتے ہین الہذا ایسے رجالمین پرہیز کرو اللہ تعالی ہمکو اور تمکو توفیق خیر
دے آمین یا رب العالمین ظل الغمام قولہ سوال پنجم انمین قراءت فاتحہ خلف الامام کے کل احادیث
و آثار ضعیف اور دوسرے علتون سے خالی ہے کہ نہین جواب اگر کسی حدیث و اثر مین آپکو
شک و شبہ ہو تو کتاب لیکے میرے نزدیک تشریف لاوین آپکے شبہ کو دفع کرتا ہون مگر تحریرات
سے آپکو فائدہ نہوگا سہ کئی فقرہ کتہ دہنی ضعف نہ ہوتین اگر و بحقیقت قولہ سوال ششم جب ضعف اور
کوئی علت ان احادیث مین پائی جاوین تو وہ معارض احادیث صحیحہ کے ہوسکے یا نہ جواب

جواب

آپ اپنے مکانمین تشریف رکھکر اپنے شبہات کو دفع کرنا چاہتے ہین اس صورت مین یہ بندہ آپکے شبہات
کو کیونکر دفع کر سکیگا علم سیکھنے کے لیے کچھ ننگ و عار نہین تشریف لائیے ہم شبہات کو دور کیجئے جواب
دوم آپکے صحیح کے مقابلہ مین ہمارے پیش کیے ہوے احادیث ضعیف وغیرہ ہو تو آپ باقوال معتبرہ انکار فرمائی
اور ہماری بے سر و پائی بیجائی فقط دیکھیون سے ہمارا کچھ بگڑتا نہین جواب سوم پہلا حضرت آپکے سوالات کے
جوابات پیش کیا ہون کچھ جو استادی آپکے نزدیک ثابت ہی یا نہین قولہ سوال ہفتم ثبوت تعارض کے لیے جو
شرایط کتب اصول مین الخ جواب کیا بہولے ہو تمام آموختہ کو اس ذریعی سی یاد کرنا چاہتے ہو یہ شبہ بھی رفع
ہوگا جب تک کہ آپ روبرو نہین تشریف لاینگے قولہ سوال ہشتم سورہ فاتحہ مقتدی امام کے پیچھے پڑھنے
حنفی مذہب مین مکروہ ہی یا حرام اور اسکے مکروہ یا حرام ہونے پر کتاب و سنت سے کیا دلیل ہے جواب
اول آپ سورہ فاتحہ نماز مین پڑہنا فرض ہے کرکے جو دعوی کر کر اسکی فرضیت کتاب و سنت سے ثابت
نکر سکے اور اب ہمارے سے سوال کرتے ہو کہ مکروہ یا حرام ہونے پر کتاب و سنت سی کیا دلیل ہے گفتہ
ندارد کسے با تو کار و لیکن چو گفتی دلیلش بیار ہے بخیر کتاب و سنت سی ممنوع ہونا جواب دوم مقتدی امام
کے پیچھے قرآن پڑہنا مکروہ تحریمی ہے یعنی قریب حرام کے ہے اسپر دلیل کتاب اللہ واذا
قرئ القرآن الآیۃ اور سنت رسول اللہ انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا
واذا قرأ فانصتوا الحدیث روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے [illegible] پڑھنے والا
فاسق ہوتا ہے وقال ابراہیم النخعی الذی یقرأ خلف الامام فاسق رواہ ابن ابی شیبۃ
الذی ہو من اساتذۃ الشیخین باسناد صحیح اور سوا اسکے بہت سے دلایل اور بھی مذکور ہے
ہین قولہ سوال نہم سورہ فاتحہ مقتدی امام کے پیچھے پڑہنے کا منع سب فقہاے حنفیہ کے نزدیک ثابت ہے
یا انمین اختلاف ہے جواب عدم جواز قرأت سورہ فاتحہ مقتدی کے لیے خلف الامام سب فقہائے حنفیہ
کے نزدیک ثابت ہے مگر ایک روایت مین آیا ہے کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا مقتدی کو نماز سری مین
مستحسن ہے نزدیک امام محمد رحمہ اللہ کے قول ضعیف ہے جیسا کہ رد المحتار حاشیہ در المختار مین ہے واللہ اعلم

لا یقراء مطلقا ولا الفاتحہ صاحب رد المحتار نے اس قول کے تحت مین کہتا ہی قولہ

ولا الفاتحہ بالنصب معطوف علی محذوف لا غیر الفاتحۃ ولا الفاتحہ یعنی

مقتدی نہ پڑہے مطلقا یعنے نہ سورہ فاتحہ پڑہے نہ غیر فاتحہ وقولہ فی السریۃ یعلم منہ نفی

القراءۃ فی الجہریۃ بالاولی والمراد التعریض بخلاف امام الشافعی ورد ما نسب

لمحمد رح اور قول اسکا فی السریۃ معلوم ہوتا ہے اس سے بطریق اولی نہین پڑہنا مقتدی قرآن کو

نماز جہریہ مین اور مراد تعریض ہے بخلاف امام شافعی رح کے اور ساتھ رد کرنے اس چیز کو جو نسبت کی

گئی طرف امام محمد رح کے یعنے نماز سریہ مین امام محمد رح کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑہنا مستحسن ہے اگرچہ جو

لوگ کہتے ہین انکار رد ہے قولہ اتفاقا ای بین ائمتنا الثلاثۃ یعنے بالاتفاق ثابت ہے کہ سورہ فاتحہ

امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک نہ پڑہنا قولہ ورد ما نسب لمحمد

ای من استحباب قراءۃ الفاتحۃ فی السریۃ احتیاطا یعنے وہ خبر نسبت کی گئی طرف

امام محمد رح کے پڑہنا سورہ فاتحہ کا مقتدی کو نماز سریہ مین مستحب ہے احتیاطا قولہ کما بسط الکمال

حاصلہ ان محمدا قال فی کتاب الآثار لا نری القراءۃ خلف الامام فی شئ

من الصلاۃ یجہر بہ او یسر ودعوی الاحتیاط ممنوعۃ بل الاحتیاط ترک

القراءۃ لانہ العمل باقوی الدلیلین وقد روی الفساد بالقراءۃ من عدۃ من

الصحابۃ فاقواہما المنع انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ فرمایا امام محمد رح نے کتاب آثار مین ہم نہ

نہین جانتے ہین ہم مقتدی پیچھے امام کے پڑہنے کے لئے نماز مین خواہ وہ نماز سریہ ہو یا جہریہ ہو اور

دعوی کرنا احتیاط کا ممنوع ہی بلکہ احتیاط قراءۃ نہین پڑہنے مین ہے کیونکہ اسلئے کہ عمل کرنا ساتھ قوی

دلیلون کے ہے اور تحقیق کہ روایت کی گئی فساد نماز کی بسبب پڑہنے قرآن کے پیچھے امام کے کئی صحابہ

رضی اللہ عنہم سے اور قوی بات ان ہر دو روایت مین پڑہنا مقتدی کا پیچھے امام کے ممنوع

ہے قولہ انہا ھذہ مقابل الاصح یعنے یہ مقابل ہے اصح کا اور در المختار مین ہے ویکون

فاسقاً یعنے ہووے گا وہ شخص فاسق یعنے امام کے پیچھے پڑہنے والا فاسق ہوتا ہے قولہ مروي عن عدة من الصحابة قال في الخزائن وفي الكافي ومنع المؤتم من القرأة ماثور عن ثمانين نفرا من كبار الصحابة منهم المرتضى والعبادلة وقد دون اهل الحديث اساميهم یعنے مروی ہے کئے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا خزائن اور کافی مین نہ پڑہنا مقتدی کا پیچھے امام کے ماثور ہے اسّی صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعض ان مین سے علی کرم اللہ وجہہ اور عبادلہ یعنے عبد اللہ ابن عمر و عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم ہین **قولہ سوال دہم** اگر بعض فقہائی حنفیہ سے سورہ فاتحہ مقتدی امام کے پیچھے پڑہنے ثابت ہو جاوے تو ان فقہا کا آپ کے نزدیک کیا حکم اور وسے فقہاسے اور مسائل مین دلیل یعنے آپ کے نزدیک جایز ہے یا نہین **جواب** یہہ دہوکا بازی آپ کی ہے جو آپنے اپنی عبارت مین بعض فقہائے حنفیہ کرکے لکہا ہے کیونکہ فقہائے حنفیہ سے کسی نے اسکے جواز کو نہین بیان کیا مگر ایک روایت جو امام محمد رحمہ کے طرف منسوب ہے کرکے بعض فقہا کا قول ہے وہ بہی آپکے نوین سوال کے جواب مین بخوبی لکہا ہون بغور ملاحظہ فرمائے اور آپکے چوتہے سوال کے جواب مین بہی احادیث نبوی و آثار یاران مصطفوی سے لکہا ہون نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائے **قولہ** بالفعل اس مسئلہ فیما بین بحث ہونے سے سوال اس مسئلہ مین ہوا الخ **جواب** اب مین جناب باری مین التماس کرتا ہون کہ آپکے آبا و اجداد صدہا سال سے مذہب حقہ یعنے مذہب حنفیہ پر عمل کرتے تہے اور اسیطرح آپ بہی

پیرو اس مذہب حنفی کے تھے اور اب آپ وسوسہ نجدی سے نجدیہ کو دوست سمجھتے ہین خدا تعالیٰ آپ کو توفیق خیر نصیب کرے آمین یارب العالمین اور یہ بھی بات آپکو خوب معلوم ہے جو نجدیہ وہابیہ اہل سنت وجماعت کو مشرک جانتے ہین اور اہل سنت وجماعت کو اور اہل سنت کے علما کو قتل کرنا اُن کے نزدیک مباح یعنے گناہ نہین جیسا کہ رد المحتار حاشیہ در المختار کے باب البغات مین لکھا ہے کما وقع فی زماننا عن اتباع عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وینتحلون من الحنابلة لکنہم اعتقدوا ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم المشرکون واستباحوا بذلک قتل اھل السنة وعلمائہم حتی کسر اللہ شوکتہم وخرب بلادھم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلاثین ومائتین والف

تمت
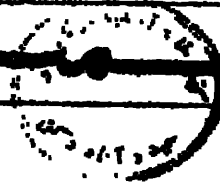
مرقوم بتاریخ دہم صفر ۱۳۰۸ سنہ ہجری مقدسہ